فواحش قرآن و حدیث کی نظر میں

غلام علی خان*

لغوی معانی : مادہ ف ح ش ' فحش ' یفحش فحشا ' فحش ' فحا شۃ ' فحشاء اور فا حشہ ․بمعنی القبح من القول و الفعل یعنی قبیح قول و فعل ' بہت ہی قبیح گناہ ' حد سے گزرنے والا قول ' اسی سے فحش ' افحش ' تفحش اور تفا حش ․بمعنی القبیح من القول والفعل یعنی نہایت بری بات کرنا یا کہنا ' قباحت یا برائی میں زیادہ ہونا ' بدکلامی کرنا ' گالی دینا ' طعن و تشنیع کرنا ہے۔ الفواحش جمع کا صیغہ ہے اور اس کا واحد فا حشۃ (صیغہ مونث) ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا بدی برائی اور قباحت میں حد سے بڑھ جانا نیز ․بمعنی زنا۔

حدیث میں الفحش ' الفا حشۃ ' الفا حش کا ذکر کئی مرتبہ آیا ہے۔ اس کے معنی ھو کل ما یشتد قبحہ من الذنوب و المعا صی یعنی گناہ اور معصیت کی برائی اور قباحت کا حد سے بڑھ جانا ہے۔

امام رازی نے فواحش کے یہ معنی بیان کیے ہیں : ما یتعلق با لقوۃ الشہوا نیۃ یعنی وہ گناہ جن کا تعلق شہوانیات سے ہے۔[۱]

اردو میں اس کے معنی بے حیائیاں کیے جاتے ہیں۔

لفظ الفواحش بصورت جمع قرآن مجید میں چار مرتبہ آیا ہے۔ یعنی سورۃ الانعام ' سورۃ الاعراف ' الشوریٰ اور النجم میں۔

۱۔ ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن
(بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا)

۲۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن والا ثم والبغی بغیر الحق[۳]

---

* لیکچرر ادارہ علوم اسلامیہ ' پنجاب یونیورسٹی

(کہہ دیجئے کہ میرے رب نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے۔)

۲۔ والذین یجتنبون کبائر الا ثم والفواحش و اذا ما غضبوا هم یغفرون(۴)

(جو بڑے بڑے گناہوں (کبائر) اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔)

۳۔ الذین یجتنبون کبائر الا ثم والفواحش الا اللمم(۵)

(جو معمولی گناہوں کے سوا بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں)

ان آیات سے یہ معلوم ہوا کہ فواحش کے مفہوم میں وہ سب بری باتیں اور بے حیائی کے کام بھی شامل ہیں جو ظاہر ہیں اور وہ بھی جو پوشیدہ ہیں۔

بے حیائی کی خبر و تشہیر کے بارے میں بھی فاحشہ کا لفظ آیا ہے۔

۱۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا والا خرة(۶)

(جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے ان کو دنیا و آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔)

قرآن کریم میں زنا کو بھی فاحشہ کہا گیا ہے۔

ارشاد باری ہے ولا تقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا(۷)

(اور زنا کے قریب بھی نہ جانا کہ وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ)

آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات کا ذکر کرتے ہوئے فاحشة مبینة کی ترکیب استعمال کی گئی ہے۔

اس جگہ اس سے مراد پیغمبر علیہ السلام کی کھلی نافرمانی اور حکم عدولی ہے اور بعض نے مراد سوء معاشرت لی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تکدر کا باعث ہوا۔(۸)

بعض محققین نے معرفہ اور نکرہ کے استعمال کی وجہ سے بھی تفریق کی ہے۔ قرطبیؒ کا قول ہے کہ جب قرآن کریم میں الفاحشة (بطور معرفہ) آتا ہے تو اس کا مفہوم زنا اور لواطت ہے اور جب فاحشہ (بطور نکرہ) آتا ہے تو اس سے مراد تمام گناہ ہوتے ہیں اور جب مرکب تو صیفی کی شکل میں آتا ہے تو اس سے مراد میاں بیوی میں کشیدگی' خاوند کی نافرمانی اور حکم عدولی ہوتی ہے۔(۹)

سید مودودیؒ کے نزدیک لفظ فحشاء کا اطلاق تمام بیہودہ اور شرمناک افعال مثلاً بخل' زنا' برہنگی

و عریانی، عمل قوم لوط، محرمات سے نکاح کرنا، چوری، شراب نوشی، بھیک مانگنا، گالیاں بکنا اور بدکلامی کرنا وغیرہ اسی طرح علی الاعلان برے کام کرنا اور برائیوں کو پھیلانا بھی فحش ہے۔ مثلاً جھوٹا پروپیگنڈہ، تہمت تراشی، پوشیدہ جرائم کی تشہیر، بدکاریوں پر ابھارنے والے افسانے اور ڈرامے اور فلم عریاں تصاویر، عورتوں کے درمیان اختلاط ہونا اور اسٹیج پر عورتوں کا ناچنا اور تھرکنا اور نازو ادا کی نمائش کرنا وغیرہ۔ (۱۰)

بے حیائی کے مقابلہ میں لفظ حیا بولا جاتا ہے۔ حیا دراصل انسان کا وہ فطری وصف ہے جس سے اس کی بہت سی اخلاقی خوبیوں کی پرورش ہوتی ہے۔ عفت اور پاکبازی کا دامن اسی کی بدولت ہر داغ سے پاک رہتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الحیاء لا یاتی الا بخیر (۱۱) (حیا سے صرف بھلائی پہنچتی ہے)۔

اور ایک ارشاد یوں فرمایا: ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولی اذا لم تستحی فاصنع ما شئت (۱۲) (لوگوں نے پہلے پیغمبروں کی جو باتیں پائی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ اگر تم میں شرم و حیا نہیں تو جو چاہو کرو۔)

سید سلیمان ندویؒ، رقمطراز ہیں کہ قرآن و حدیث میں جہاں جہاں فحش منکر اور سوء وغیرہ کے لفظ آئے ہیں ان سے بے حیائی کے سب کام مراد ہیں اور اسلام نے اس شدت اور جامعیت کے ساتھ ان تمام کاموں سے روکا ہے کہ حیاء اسلام کا ایک مخصوص اخلاقی وصف بن گیا ہے۔ اس بناء پر حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر دین کا ایک خاص خلق ہوتا ہے اور اسلام کا خاص خلق حیا ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ ایمان کی کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (۱۳)

الاستاذ ڈاکٹر علوی لکھتے ہیں کہ اسلامی نقطہ نظر سے انسان کا سب سے قیمتی جوہر اس کی عفت ہے۔ یہی چیز اس کے جملہ حقوق کے لیے حصار ہے۔ عفت کے ضائع ہونے سے سیرت کی بنیاد تباہ ہوجاتی ہے۔ ایک آدمی جب جنسی آوارگی کا شکار ہوتا ہے تو اس کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر سے بھی اخلاقی بندشیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔ یہی وہ دروازہ ہے جہاں سے شیطنت باآسانی داخل ہو کر پوری انسانی طبیعت کو متاثر کرسکتی ہے۔ (۱۴)

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی بھی بے حیائی کو فروغ ملا انسانی تمدن کو شدید دھچکا لگتا رہا۔ قرآن نے سابقہ تباہ شدہ اقوام کی بربادی کے اسباب اور انجام دونوں پر تبصرہ کیا ہے ارشاد باری ہے:

فکاین من قریة اهلکنها و هی ظالمة فهی خاوية علی عروشها وبئر

معطلة و قصر مشید۔[۱۵]

(کتنی ہی خطاکار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں کتنے ہی کنویں بیکار اور کتنے ہی قصر کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔)

قوم نوح علیہ السلام کی بربادی

قرآن کے ارشادات اور بائبل کی تصریحات سے یہ بات محقق ہوجاتی ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم اس سرزمین میں رہتی تھی جس کو آج ہم عراق کے نام سے جانتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اس خطہ کے لوگوں کو ساڑھے نو سو سال تک توحید کی دعوت دی لیکن اس قوم نے سنی ان سنی کردی۔ سید مودودی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ "حضرت نوحؑ اور ان کی قوم کا جو حال قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ یہ قوم نہ تو اللہ کے وجود کی منکر تھی نہ اس سے ناواقف تھے' نہ اسے اللہ کی عبادت سے انکار تھا بلکہ اصل گمراہی جس میں وہ مبتلا ہوگئی تھی شرک کی گمراہی تھی یعنی اس نے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو خدائی میں شریک اور عبادت کے استحقاق میں حصہ دار قرار دے لیا تھا۔ پھر اس بنیادی گمراہی سے بے شمار خرابیاں اس قوم میں رونما ہوئیں جو خود ساختہ معبود خدائی میں شریک ٹھہرا لیے گئے تھے ان کی نمائندگی کرنے کے لیے قوم میں ایک خاص طبقہ پیدا ہوگیا جو تمام مذہبی' سیاسی اور معاشی اقتدار کا مالک بن بیٹھا اور اس نے انسانوں میں اونچ نیچ کی تقسیم پیدا کردی۔ اجتماعی زندگی کو ظلم و فساد سے بھر دیا اور اخلاقی فسق و فجور سے انسانیت کی جڑیں کھوکھلی کردیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس حالت کو بدلنے کے لیے ایک زمانہ دراز تک انتہائی صبر و حکمت کے ساتھ کوشش کی مگر عامتہ الناس کو ان لوگوں نے اپنے مکر کے جال میں ایسا پھانس رکھا تھا کہ اصلاح کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ آخرکار حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ ان کافروں میں سے ایک کو بھی زمین پر زندہ نہ چھوڑ کیونکہ اگر تونے ان میں کسی کو بھی چھوڑ دیا تو یہ ترے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا بدکار اور نمک حرام ہی پیدا ہوگا۔[۱۶]

قرآن میں ذکر ہے کہ پھر اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حکم دیا اور دونوں طرف سے پانی کے عذاب نے انہیں آگھیرا اور وہ قوم غرق کردی گئی۔

ففقحنآ ابواب السماء بماء منهر و فجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر[۱۷]

(ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے جن سے موسلادھار پانی برسنے لگا اور زمین کے چشمے بھی جاری کردیئے پھر ایک اندازۂ مقررہ پر آکر اوپر نیچے کا پانی مل گیا)

قوم لوطؑ

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی آوارگی اور بے حیائی پر انہیں بار بار خبردار کیا لیکن ان کی قوم الٹا انہیں جھٹلانے لگی۔ مذاق اڑانے لگی۔ سورۃ الاعراف میں ہے :

و لوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العلمين انكم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون و ما كان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوهم من قريتكم انهم اناس يتطهرون[۱۸]

(پھر یاد کرو جب لوطؑ نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسے بے حیا ہوگئے ہو کہ وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم بالکل ہی حد سے گزر جانے والے لوگ ہو" مگر اس قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ نکالو ان لوگوں کو اپنی بستی سے بڑے پاک باز بنتے ہیں۔)

آپ نے بارہا انہیں وعیدیں سنائیں اور خدا خوفی دلائی لیکن وہ قوم تمسخر اڑانے لگی اور کہتی :

ائتنا بعذاب الله ان كنتَ من الصادقين[۱۹]

(اگر تو سچا ہے تو اللہ کے یہاں سے ہم پر عذاب منگالے۔

چنانچہ اللہ کے پیغمبر نے ایسی نابکار قوم کے لیے بد دعا کی :

رب نجنی و اهلی مما يعملون فنجينه و اهله اجمعين[۲۰]

(یا اللہ تو مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں سے بچا جو یہ لوگ کرتے ہیں' پس ہم نے اسے اور اس کے تمام گھر والوں کو بچا لیا)

انجام کار اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر دوہرا عذاب مسلط کردیا۔

فلما جاء امرنا جعلنا عاليها سافلها و امطرنا عليها حجارة من سجيل منضود مسومة عند ربك و ما هي من الظلمين ببعيد[۲۱]

(پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تل پٹ کردیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کا نشان زدہ تھا اور ظالموں سے یہ سزا کچھ دور نہیں ہے)

قوم عاد و ثمود

عاد و ثمود عرب کی قدیم ترین اقوام تھیں جن کے افسانے عربوں میں زباں زد خاص و عام تھے۔ اور بچہ بچہ ان کے نام سے واقف تھا۔ قرآن کی رو سے قوم عاد کا علاقہ "احقاف" کا علاقہ تھا جو حجاز اور یمن کے درمیان جنوب مغرب میں واقع ہے جبکہ قوم ثمود کا مسکن شمال مغربی عرب کا وہ علاقہ جو آج الحجر کے نام سے موسوم ہے اور مدینہ و تبوک کے درمیان مدائن صالح کے نام سے مشہور ہے۔

قوم عاد بلند و بالا عمارتوں کے بنانے اور تہذیبی ترقی میں بہت آگے تھی اور ثمود پہاڑوں کو تراش تراش کر ایسی دلکش، شاندار، مضبوط اور بے مثال عمارتیں بناتی تھی کہ کوئی دوسری قوم اس میں ان کی ہم سری نہ کر سکی لیکن یہ اقوام بھی اخلاقی بگاڑ کا شکار ہوگئیں۔ چنانچہ عاد کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ہودؑ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی حضرت صالحؑ کو مبعوث فرمایا۔

یہ دونوں اقوام تہذیبی و تمدنی ترقی کے ایسے بلند مقام پر تھیں کہ کوئی دوسرا ان جیسا نہ تھا لیکن اپنی مادی ترقی پر بے جا فخر و غرور، عیش پرستی مادیت اخلاقی زوال و پستی، فواحش کا فروغ اور خدا فراموشی کے نتیجہ میں یہ اقوام بھی خدا کے غضب کا نشانہ بن گئیں اور آنے والی انسانیت کے لیے داستان عبرت بنا دی گئیں۔

قرآن نے ان کا ذکر کیا ہے:

الم ترکیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد و ثمود الذین جابوا الصخر بالواد و فرعون ذی الاوتاد الذین طغوا فی البلاد فاکثروا فیها الفساد فصب علیهم ربک سوط عذاب ان ربک لبالمرصاد (۲۲)

(تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ جن کی مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی؟ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں؟ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ؟ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں بڑی سرکشی کی تھی اور ان میں بہت فساد پھیلایا تھا۔ آخر کار تمہارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے)۔

قوم بنی اسرائیلؑ

حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔ اس لیے آپ کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔

آپ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے کثیر تعداد میں انبیاء و رسول مبعوث فرمائے۔ حضرت داؤدؑ و سلیمان علیہم السلام جیسے زبردست حکمران پیغمبر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی مبعوث فرمائے۔ اور بنی اسرائیل کو بحیثیت قوم دیگر اقوام عالم پر فضیلت عطا فرما کر اسے قیادت و امامت کا منصب عطا فرمایا۔ بہت سے انعامات' شرائع آسمانی اور صحائف و کتب عطا کیں لیکن اس قوم نے شرک کیا' نبیوں کو جھٹلایا ان کی تکفیر کی۔ یہاں تک کہ انہیں قتل کیا۔ زنا' جھوٹ' دغا و فریب' سود خواری اور دیگر فواحش کا ارتکاب کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کی شریعت کو بدل ڈالا۔ چنانچہ اللہ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب مسلط کیے۔

فلما عتوا عن ما نهوا عنه قلنا لهم كونوا قردة خسئين (۲۲ الف)

(پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کیے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا تو ہم نے کہا بندر ہوجاؤ ذلیل و خوار)

و اذ تاذن ربک لیبعثن علیهم الی یوم القیمة من یسو مهم سوء العذاب ان ربک لسریع العقاب و انه لغفور رحیم و قطعنهم فی الارض امما (۲۳)

(اور یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے اعلان کردیا کہ وہ قیامت تک برابر ایسے لوگ بنی اسرائیل پر مسلط کرتا رہے گا جو ان کو بدترین عذاب دیں گے۔ یقیناً" تمہارا رب سزا دینے میں زبردست ہے اور یقیناً" وہ درگزر اور رحم سے بھی کام لینے والا ہے۔ ہم نے ان کو زمین میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بہت سی قوموں میں تقسیم کردیا۔)

اور صدیوں سے یہ قوم ذلیل و رسوا ہو کر آج تک در بدر ہو رہی ہے۔

عصر حاضر میں زندہ تہذیبوں میں اس وقت دو تہذیبیں ایسی ہیں جو فکری و عملی اعتبار سے بے حیائی کی علمبردار ہیں ان میں سے ایک ہندو تہذیب ہے اور دوسری مغربی تہذیب۔

آج اہل مغرب ماضی کی سب سے زیادہ شاندار تہذیبوں یونان اور روم کے وارث ہونے کے دعویدار ہیں اور مغربی اقوام کا فکری سیاسی' سماجی اور اخلاقی قصر انہی تباہ شدہ تہذیبوں کے کھنڈرات پر تعمیر کیا گیا ہے۔

آیئے ذرا دیکھیں کہ ماضی کی ان شاندار انسانی تہذیبوں کے زوال کے وقت آخر کون سی ایسی برائیاں اور خامیاں تھیں جو ان میں پیدا ہوگئیں تھیں جن کے سبب یہ اقوام صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔

اہل یونان

سید مودودیؒ رقمطراز ہیں۔

"رفتہ رفتہ اہل یونان پر نفس پرستی اور شہوانیت کا غلبہ شروع ہوا اور اس دور میں بیسوا طبقہ کو وہ عروج نصیب ہوا جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ رنڈی کا کوٹھا یونانی سوسائٹی کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ طبقوں تک ہر ایک کا مرکز و مرجع بنا ہوا تھا۔ فلاسفر، شعراء، مورخین اہل ادب اور ماہرین فنون غرض تمام سیارے اس آفتاب کے گرد گھومتے تھے وہ نہ صرف علم و ادب کی محفلوں کی صدر نشین تھیں بلکہ بڑے بڑے سیاسی معاملات بھی اس کے حضور میں طے ہوتے تھے۔ بڑے بڑے فلاسفر اور معلمین اخلاق بھی زنا اور فحش میں کوئی قباحت اور کوئی چیز قابل ملاحت نہ پاتے تھے اور عام طور پر یونانی لوگ نکاح کو ایک غیر ضروری رسم سمجھنے لگے تھے۔ نکاح کے بغیر عورت اور مرد کا تعلق بالکل معقول سمجھا جاتا تھا جس کو کسی سے چھپانے کی ضرورت نہ تھی....."

آپ مزید لکھتے ہیں کہ:

"یونانی قوم میں عمل قوم لوط ایک وبا کی طرح پھیلا اور مذہب و اخلاق نے اس کا بھی خیر مقدم کیا۔ ھومر اور ہیوڈ کے عہد میں اس فعل کا نام و نشان تک نہیں ملتا مگر تمدن کی ترقی نے جب آرٹ اور ذوق جمال (Aesthetics) کے مہذب ناموں سے عریانی اور لذات نفس کی بندگی کو سراہنا شروع کیا تو شہوانی جذبات کا استعمال بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گیا کہ فطرت کے راستہ سے تجاوز کر کے یونانیوں کو خلاف فطرت میں تسکین کی جستجو کرنی پڑی۔ آرٹ کے ماہروں نے اس جذبہ کو مجسموں میں نمایاں کیا۔ معلمین اخلاق نے اس کو دو شخصوں کے درمیاں "دوستی کا مضبوط رشتہ" قرار دیا سب سے پہلے دو یونانی انسان جو اس قدر کے مستحق سمجھے گئے کہ ان کے اہل وطن نے ان کے مجسمے بنا کر ان کی یاد تازہ رکھی وہ ہرموڈیس اور ارسٹو گیٹن تھے جن کے درمیان غیر فطری محبت کا تعلق تھا۔"

تاریخ کی شہادت تو یہی ہے کہ اس دور کے بعد یونانی قوم کو زندگی کا کوئی دوسرا دور پھر نصیب نہ ہوا۔ [۲۴]

اہل روم

یونانیوں کے بعد جس قوم کو دنیا میں عروج نصیب ہوا وہ اہل روم تھے۔ اس قوم میں بھی اسی طرح کی اخلاقی گراوٹ اور پستی کے آثار جب پیدا ہونا شروع ہوئے جو دیگر تباہ ہوجانے والی قوموں میں تھے تو بہت سے فواحش نے اس عالیشان تہذیب کو گھن کی طرح اندر ہی اندر سے چاٹنا شروع کردیا۔

سید مودودی لکھتے ہیں کہ "اس معاشرہ میں آہستہ آہستہ عورت کو بے مہابا آزادی دے دی

گئی اور رومی قوانین نے اسے باپ اور شوہر سے بالکل آزاد کردیا اور عورتیں معاشی حیثیت سے نہ صرف خود مختار ہوگئیں بلکہ قومی دولت کا ایک بڑا حصہ بتدریج ان کے حیطہ اختیار میں چلا گیا وہ اپنے شوہروں کو بھاری شرح سود پر قرض دیتی تھیں اور مالدار عورتوں کے شوہر عملاً" ان کے غلام بن کر رہ جاتے تھے۔

طلاق کی آسانیاں اس قدر بڑھیں کہ بات بات پر ازدواج کا رشتہ توڑا جانے لگا۔ مشہور رومی فلسفی و مدبر سینکا ۴۰ تا ۶۵ ق م سختی کے ساتھ رومیوں کی کثرت طلاق پر ماتم کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "اب روم میں طلاق کوئی بڑی شرم کے قابل چیز نہیں رہی۔ عورتیں اپنی عمر کا حساب شوہروں کی تعداد سے لگاتی ہیں" اس دور میں عورت یکے بعد دیگرے کئی کئی شادیاں کرتی جاتی تھیں۔

مارشل ۴۳ء تا ۱۰۴ء ایک عورت کا ذکر کرتا ہے جو دس خاوند کرچکی تھی۔ جووینل ۶۰ء تا ۱۳۰ء ایک عورت سے متعلق لکھتا ہے کہ اس نے پانچ سال میں آٹھ شوہر بدلے۔ سینٹ جروم ۳۴۰ء تا ۴۲۰ء ان سب سے زیادہ ایک باکمال عورت کا حال لکھتا ہے جس نے آخری بار تیسواں شوہر کیا تھا اور اپنے شوہر کی بھی وہ اکیسویں بیوی تھی۔ اس دور میں عورت اور مرد کے غیرنکاحی تعلق کو معیوب سمجھنے کا خیال بھی دلوں سے نکلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے معلمین اخلاق بھی زنا کو ایک معمولی چیز سمجھنے لگے۔

آپ مزید لکھتے ہیں کہ "اخلاق اور معاشرت کے بند اتنے ڈھیلے ہوگئے تو روم میں شہوانیت عریانی اور فواحش کا سیلاب پھوٹ پڑا۔ تھیٹروں میں بے حیائی و عریانی کے مظاہرے ہونے لگے۔ ننگی اور نہایت فحش تصویریں ہر گھر کی زینت کے لیے ضروری ہوگئیں' قحبہ گری کے کاروبار کو وہ فروغ نصیب ہوا کہ قیصر ٹائیریئس (۱۴ء تا ۳۷ء) کے عہد میں معزز خاندانوں کی عورتوں کو پیشہ ور طوائف بننے سے روکنے کے لیے ایک قانون نافذ کرنے کی ضرورت پیش آگئی۔ فلورا **(Floora)** نامی ایک کھیل رومیوں میں نہایت مقبول ہوا کیونکہ اس میں برہنہ عورتوں کی دوڑ ہوا کرتی تھی۔ عورتوں اور مردوں کو بر سر عام یکجا غسل کرنے کا رواج بھی اس دور میں عام تھا۔[25] رومی لٹریچر میں فحش اور عریاں مضامین بے تکلف بیان کیے جاتے تھے اور عوام و خواص میں وہی ادب مقبول ہوتا تھا جس میں اشعار و کنایہ تک کا پردہ نہ رکھا گیا ہو۔ بہیمی خواہشات سے اس قدر مغلوب ہوجانے کے بعد روم کا قصر عظمت ایسا پیوند خاک ہوا کہ پھر اس کی ایک اینٹ بھی اپنی جگہ پر قائم نہ رہی۔[۲۶]

ہندو تہذیب

ہندو دھرم جس کے بارے میں خود ہندو قوم کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ سناتن (ازلی) دھرم ہے اور ہندوستان ابتدائی انسانی تہذیبوں کا مسکن رہا ہے' میں لاکھوں کروڑوں دیوی دیوتاؤں کا تصور ہے۔ اس میں خداؤں اور دیوتاؤں کے بارے میں عجیب و غریب دیومالائی ناقابل یقین اور بے حیائی پر مبنی تصورات کی بھرمار ہے۔ مثلاً کرشن مہاراج جو ہندو عقیدہ کے مطابق وشنو کے اوتار قرار دیئے جاتے ہیں۔ مہا بھارت کے مطابق ان کی ۸ ملکائیں اور سولہ ہزار ایک سو دیگر بیویاں تھیں جن کے بطن سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار (۱۶۰۰۰۰) لڑکے اور سولہ ہزار ایک سو آٹھ (۱۶۱۰۸) لڑکیوں نے جنم لیا اور ان کی تعلیم و تربیت کے لیے تین کروڑ اڑتالیس ہزار برہمن استاذ مقرر کیے گئے۔[۲۷] پھر تریمورتی کے تین خداؤں میں سے ہر ایک کی بیویاں اور اولادیں بھی ہیں۔ شو کی بیوی کالی دیوی کے روپ میں مکمل طور پر عریاں چہرے اور چھاتیوں پر انسانی خون ملے گلے میں انسانی کھوپڑیوں کے ہار اور سانپوں کو ڈالے انسانی لاشوں پر رقص کرتی دکھائی جاتی ہے۔

رام کی بیوی سیتا کی مورت اور تصاویر کو نہایت مختصر لباس میں ظاہر کیا جاتا ہے جبکہ ہندو معاشرہ میں عورت کو شوہر کی پتنی اور داسی بنا کر شوہر کے چرنوں کی دھول قرار دیا جاتا ہے۔

لنگ (مردانہ عضو تناسل) اور یونی (زنانہ عضو تناسل) کی پوجا کی جاتی ہے اور سونے کے بنے ہوئے لنگم اور یونیاں گلے کا ہار بنائے جاتے ہیں۔ خود شو کو شکتی پوجا (مردانہ قوت) کا دیوتا قرار دیا جاتا ہے۔

شو کے مندروں میں پتھر کے بنے لنگم کی پوجا کے دوران نو بیاہتا اور بے اولاد ہندو عورتوں کا شرمناک انداز میں حرکتیں کرنا اور شوراتری (شو کی رات) پھر ہولی اور دیوالی کے تہواروں پر مردوں اور عورتوں کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ سیکسی قسم کے آوارہ مذاق کرنا' دریاؤں کے کنارے نیم عریاں اشنان (غسل) کرنا یہ سب ہندومت کی مذہبی روایات اور تہذیب کا حصہ ہیں۔

منو کے قانون کے مطابق بے اولاد مردوں کا نیوگ کے ذریعہ سے اپنی منکوحہ کے علاوہ دیگر عورتوں سے ازدواجی تعلق قائم کرنا یا عورتوں کا دیگر مردوں سے جنسی تعلق قائم کرنا یہ سب کچھ ہندو تہذیب کے مخصوص مظاہر ہیں۔

اپنے دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے ہندوؤں کی مقبول عام عبادت یہ ہے کہ ان عریاں و نیم عریاں بتوں کے آگے سوم رس (بھنگ) پی کر مرد و زن مشترک طور پر گھنٹیاں بجاتے ہوئے رقص کرتے ہیں اور مذہبی گیت بھجن گاتے ہیں۔

مندروں میں ہزاروں دیوداسیاں (پیشہ ور فحبہ گر عورتیں) پجاریوں کا دل لبھانے اور مذہبی

خدمات انجام دینے کے لیے موجود ہوتی ہیں۔

ان سب باتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی عورت یا مرد موسیقی کا رسیا ہو' شراب پیتا ہو یا رقص و سرود کی محفلیں سجاتا ہو یہ سب کچھ چونکہ ان کے اپنے مذہب کے ساتھ عقیدت اور لگاؤ کا اظہار ہیں اس لیے ہندو معاشرے میں اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے نہ کہ نفرت کی نگاہ سے (۲۸)

گویا ہندو مذہب دنیا کا واحد مذہب ہے جو آوارہ خیالی' عریانی و فحاشی' گندگی اور اخلاقی پستی کے لحاظ سے مذہب کے نام پر ایک دھوکہ و فریب ہے جس میں ہندوستان کے کروڑوں ہندو مبتلا ہیں۔

یورپ نے جو مادر پدر آزادی' جنسی آوارگی اور عریانیت کو اپنی تہذیب جدید اور روشن خیالی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ ہندوستان کی حکومتوں کی یہ سوچ اور کوشش رہی ہے کہ یورپ کے ساتھ ہر معاملے میں اپنے ملک کو کھڑا کرنے کے لیے اسی طرح کی تہذیب کو اپنانا اور فروغ دینا ضروری ہے۔ لہٰذا ایسی سوچ کو عملی جامہ پہنانے میں ہندوؤں کے اپنے مذہب میں موجود خاطر خواہ گنجائش سے بھرپور فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔ آج انڈین فلم انڈسٹری باقاعدہ طور پر عریانی و فحاشی اور آوارگی کو عام کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور ان کی فلمی صنعت کو کنٹرول کرنے کے سنسر کے اداروں نے اپنے قوانین میں باقاعدہ طور پر فلمی مناظر میں بوس و کنار اور انتہائی مختصر لباس کو قانونی تحفظ فراہم کیا ہے۔ جس کے سبب کمرشل ذہن کے پروڈیوسرز کی تخلیقات کا مقصد اصلاح معاشرہ نہیں بلکہ روپیہ کمانا ہے اور اس کے لیے انہیں اخلاقی پستی کی جس وادی میں بھی اترنا پڑے وہ اترتے ہیں۔ پھر شہرت اور کامیابی کی دوڑ میں فلمی ہیروئنیں سب کچھ کر گزرنے کے لیے آمادہ و تیار ہیں اور اس ایکٹریس کا معاوضہ اور مانگ سب سے زیادہ ہے جو نہ صرف کم لباسی میں سب سے آگے ہو بلکہ لوگوں کے جنسی جذبات میں آگ لگا دینے والی حرکات کرنے میں بھی تمام حدیں پھلانگ جانے والی ہو۔ ذرا غور فرمائیے کہ موسیقی کی انسانی زندگی پر ایک خاص تاثیر ہوا کرتی ہے پھر اگر اس کے ساتھ عشقیہ اشعار اور دلربا انداز میں گانے اور ناچنے والی انتہا درجہ عریاں اور فاحشہ عورت سامعین و ناظرین کے جنسی جذبات کی انگیخت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑ رہی ہو تو کیا ایسے گیت' ڈرامے' فلمیں انسانی تمدن اور معاشرے بالخصوص اسلامی معاشرے کے بناؤ اور اصلاح کے لیے کوئی کردار ادا کرسکتے ہیں؟

کیا انہیں محض تفریح طبع کا سامان قرار دے کر جواز کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے؟ بدقسمتی یہ ہے کہ اس وقت ڈش انٹینا اور وی سی آر کی لعنت کے ذریعہ سے یہ ہندوانہ مخصوص تہذیب اپنے مخصوص مقاصد کے لیے نہ صرف سرگرم ہے بلکہ اپنی کامیابی کے جھنڈے بھی گاڑھ رہی ہے۔

اور اب یک اخباری اطلاع کے مطابق انڈیا بالغوں کے لیے ایک خصوصی چینل کا عنقریب آغاز کر رہا ہے جس پر ایسے پروگرامات پیش کیے جائیں گے جو صرف بالغوں کے لیے ہوں گے اور جنہیں ملائشیا اور پاکستان کے عوام بھی دیکھ سکیں گے۔[۲۹] حالانکہ اس وقت تک پیش کیے جانے والے پروگرام بھی اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالغوں کے لیے بھی اپنے اندر سخت مضرات رکھتے ہیں۔ جنہیں ہر عمر کے لوگ یکساں طور پر دیکھتے ہیں تو مستقبل میں یہ کیسے ممکن ہوگا کہ بچے ان پروگرامات کو نہ دیکھیں؟

یورپ اور دیگر ممالک

مولانا ابوالکلام آزاد کے نزدیک "سب سے زیادہ خطرناک دھوکہ جس میں موجودہ مشرق گرفتار ہے۔ یورپ اور امریکہ کی نسبت وہ عام حسن ظن ہے جس کی بنا پر مغربی دنیا کی ہر ادا ہمارے دلوں کو لبھالیتی ہے۔ اور تمدن و علوم کی حیرت انگیز ترقی نے مغربی معاشرت کے عیوب کو چھپا لیا ہے اور مغرب کی نیکیوں نے برائیوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ وہی یورپ جس کی ہر ادا اور ہر آواز ہمارے دل و دماغ میں رشک تقلید اور تحسین کے جذبات کے تموجات پیدا کردیتی تھی۔ ہم کو اچانک یہ نظر آتا ہے کہ خلقت انسانی کا ایک بدترین اور مکروہ ترین نمونہ ہے وہی یورپ جو تمام دنیا کو تمدن اور علوم کا سبق دیتا ہے ایسے سخت اور ناقابل علاج اخلاقی امراض میں مبتلا ہے جنہوں نے اس کی زندگی کو پرآلام و مصائب بنا دیا ہے۔ اور اس کی زندگی نمائشی اور متمولانہ شوکت کی سطح پر جس قدر بلند نظر آتی ہے اتنی ہی حقیقی آرام اور معاشرانہ راحت کے میدان میں وحشی قبائل سے بھی پیچھے رہ گئی ہے۔[۳۰]

سید مودودی نے یورپی اقوام کے حالات کا بڑا زبردست محاکمہ کیا ہے آپ لکھتے ہیں ۔ جدید مغربی معاشرت کی بنیاد جن نظریات پر ہے وہ تین عناوین کے تحت آتے ہیں۔

۱۔ عورتوں اور مردوں کی مساوات۔

۲۔ عورتوں کا معاشی استقلال (Economic Independence)

۳۔ دونوں صنفوں کا آزادانہ اختلاط۔

ان تینوں بنیادوں پر معاشرت کی تعمیر کرنے کا جو نتیجہ ہونا چاہئے تھا بالاخر وہی ظاہر ہوا۔

۱۔ مساوات کے معنی یہ سمجھ لیے گئے کہ عورت اور مرد نہ صرف اخلاقی مرتبہ اور انسانی حقوق میں مساوی ہوں بلکہ تمدنی زندگی میں عورت بھی وہی کام کرے جو مرد کرتے ہیں اور اخلاقی بندشیں عورت کے لیے بھی اسی طرح ڈھیلی کردی جائیں جس طرح مرد کے لیے پہلے

سے ڈھیلی ہیں۔ مساوات کے اس غلط تخیل نے عورت کو اس کے ان فطری وظائف سے غافل اور منحرف کردیا۔ جن کی بجا آوری پر تمدن کے بقاء بلکہ نوع انسانی کے بقا کا انحصار ہے۔ معاشی، سیاسی اور اجتماعی سرگرمیوں نے ان کی شخصیت کو پوری طرح اپنے اندر جذب کرلیا۔ انتخابات کی جدوجہد دفتروں اور کارخانوں کی ملازمت، آزاد تجارتی و صنعتی پیشوں میں مردوں کے ساتھ مقابلہ، کھیلوں اور ورزشوں کی دوڑ دھوپ، سوسائٹی کے تفریحی مشاغل میں شرکت، کلب اور اسٹیج اور رقص و سرود کی مصروفیتیں یہ اور ان کے سوا اور بہت سی ناکردنی و ناگفتنی چیزیں اس پر کچھ اس طرح چھاگئیں کہ ازدواجی زندگی کی ذمہ داریاں، بچوں کی تربیت، خاندان کی خدمت، گھر کی تنظیم، ساری چیزیں اس کے لائحہ عمل سے خارج ہو کر رہ گئیں بلکہ ذہنی طور پر وہ ان مشاغل اپنے اصلی فطری مشاغل سے متنفر ہوگئی۔ اب مغرب میں خاندان کا نظام جو تمدن کا سنگ بنیاد ہے بری طرح منتشر ہو رہا ہے۔ گھر کی زندگی جس کے سکون پر انسان کی قوت کارکردگی کے نشو و نما کا انحصار ہے۔ عملاً" ختم ہو رہا ہے۔ نکاح کا رشتہ جو تمدن کی خدمت میں عورت اور مرد کے تعاون کی صحیح صورت ہے۔ تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہوگیا ہے۔ نسلوں کی افزائش کو برتھ کنٹرول اور اسقاط حمل اور قتل اولاد کے ذریعے سے روکا جارہا ہے۔ اخلاقی مساوات کے غلط تخیل نے عورتوں اور مردوں کے درمیان بداخلاقی میں مساوات قائم کردی ہے۔ وہ بے حیائیاں جو کبھی مردوں کے لیے بھی شرمناک تھیں اب عورتوں کے لیے شرمناک نہیں رہیں۔

۲۔ عورت کے معاشی استقلال نے اس کو مرد سے بے نیاز کردیا ہے۔ اس کے بعد دونوں کی زندگی میں بجز ایک شہوانی تعلق کے اور کوئی ربط ایسا باقی نہیں رہا جو ان کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہونے پر مجبور کرتا ہو اور ظاہر ہے کہ محض شہوانی خواہشات کا پورا کرنا کوئی ایسا کام نہیں جس کی خاطر مرد اور عورت لامحالہ اپنے آپ کو ایک دائمی تعلق ہی کی گرہ میں باندھنے اور ایک گھر بنا کر مشترک زندگی گزارنے پر مجبور ہوں۔

سوسائٹی اب اسے فاحشہ ہونے پر ملامت نہیں کرتی بلکہ ہاتھوں ہاتھ لیتی ہے۔ آخری خطرہ حرامی بچے کی پیدائش کا تھا سو اس سے بچنے کے لیے منع حمل کے ذرائع موجود ہیں، ان ذرائع کے باوجود حمل قرار پا جائے تو اسقاط میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ اس میں بھی کامیابی نہ ہو تو بچے کو خاموشی کے ساتھ قتل کیا جاسکتا ہے اور اگر کم بخت جذبہ مادری نے (جو بدقسمتی سے ابھی بالکل فنا نہیں ہوسکا ہے) ہلاک کرنے سے روک بھی دیا تو حرامی بچے کی ماں بن جانے میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اب "کنواری ماں" اور "ناجائز نومولود" کے

حق میں اتنا پروپیگنڈہ ہوچکا ہے کہ جو سوسائٹی ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے کی جرات کرے گی اسے خود تاریک خیالی کا الٹا الزام اپنے سر لینا ہوگا۔

۳۔ مردوں اور عورتوں کے آزادانہ اختلاط نے عورتوں میں حسن کی نمائش' عریانی اور فواحش کو غیر معمولی ترقی دے دی ہے۔(۳۱)

آرٹ کے نام پر عریانی' ننگی تصویروں کا کاروبار' عریاں بلیو فلمیں' شراب اور جوا جیسی برائیاں دن بدن ان میں بڑھتی جارہی ہیں۔

☆ عریانیت اب مغربی تہذیب میں انڈسٹری بن چکی ہے۔ صرف امریکہ میں اس کے تحت سالانہ آٹھ بلین ڈالر کا کاروبار ہوتا ہے۔ ایک امریکی کمیشن نے امریکہ میں ہونے والے جنسی جرائم کا سبب عریانیت کو قرار دیا ہے اور اس پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا ہے۔(۳۲)

☆ برطانیہ میں جو بچے پیدا ہو رہے ہیں ان میں ہر پانچ میں ایک بچہ وہ ہوتا ہے جو ناجائز تعلق کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔(۳۳)

☆ امریکہ میں عورتوں کا معاشی طور پر زیادہ مشقتوں میں مبتلا ہونا اس کے لیے وبال جان بنا ہوا ہے اور ان کی خودکشی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مثلاً لاس اینجلس میں ۱۹۶۰ء میں خودکشی کرنے والوں میں ۳۵ ٪ عورتیں تھیں مگر ۱۹۷۱ء میں ان کی تعداد ۴۵ ٪ تک پہنچ گئی (جبکہ ۱۹۹۷ء کے اعداد و شمار کہیں زیادہ ہیں)۔

☆ امریکی معاشرے میں ایسی شرمناک برائیوں میں ایک اور چیز جو قابل ذکر ہے جس کو صنفی انقلاب کہا جاتا ہے نئی نسل کے لڑکے اور لڑکیاں شادی سے پہلے صنفی تعلقات کو برا سمجھنے کی بجائے اچھا خیال کرنے لگے ہیں۔ یونیورسٹی آف منی سوٹا کے ماہر سماجیات نے تحقیق کی ہے کہ ۲۰ سال کی عمر تک کی عورتیں یعنی ان کی تعداد میں ۴۰ ٪ اپنی دوشیزگی کھو چکی تھیں اور شادی کے وقت ٪ ۷۰ جنسی تجربہ کرچکی تھیں۔

اسی طرح ۱۹۷۰ء کے ایک گیلپ پول میں چار میں سے تین طلبہ نے شادی کے لیے دوشیزگی کو ناقابل لحاظ قرار دیا۔(۳۴)

امریکہ سمیت یورپ میں تحریک نسواں کے لیے کام کرنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ سائنس آف یوجینکس کے ذریعہ جینٹک کوڈ کو اس طرح بدل دیا جائے کہ نئے قسم کے مرد اور نئی قسم کی عورتیں پیدا ہونے لگیں خلاصہ یہ کہ انتہا پسند لوگ چاہتے ہیں کہ عورت بشمول جنسی تعلقات مرد سے مکمل طور پر آزاد ہوجائے۔ جل جانسٹن کے نزدیک "نسوانی تحریک درحقیقت اس بات کی تحریک ہے کہ ہم جنسی کا طریقہ رائج کردیا جائے" یہ

اسی وقت کامیاب ہوسکتی ہے جبکہ عورتیں اپنے جنسی تقاضوں کے لیے مردوں کی طرف دیکھنا چھوڑ دیں۔(۳۵) امریکہ میں جنسی تشدد بے راہ روی اور اخلاقی گراوٹ کا اندازہ اس رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے جس کے مطابق صرف ۱۹۹۲ء میں ۱ لاکھ ۹ ہزار ۶۲ کم عمر بچیوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

ریپ ہونے والے ان لڑکیوں کی عمر ۱۲ سال اور ۱۸ سال کے درمیان تھی اور رپورٹ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ریپ ہونے والی ان لڑکیوں میں ۲۰٪ اپنے باپوں کے ہاتھوں بے آبرو ہوئیں۔(۳۶)

☆ برطانوی پارلیمنٹ نے ۲۲ سال کے لڑکوں کو لڑکوں سے شادی کا قانونی تحفظ بھی فراہم کردیا ہے جس کے بعد فعل قوم لوط کی کھلی چھٹی مل گئی ہے۔ بلکہ بہت سے واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں کہ کسی نوجوان لڑکے کو گلی یا سڑک سے گزرتے ہوئے زبردستی پکڑ کر ریپ کر دیا گیا گویا ان معاشروں میں عورتوں کی طرح مرد بھی اب عزت و آبرو کے لٹ جانے کے اندیشے سے دوچار رہتے ہیں۔

☆ قطب شمالی کے ممالک جن میں ڈنمارک' سویڈن' ناروے وغیرہ آتے ہیں' عریانی و فحاشی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ وہاں باقاعدہ برہنہ کلب (Naked Club) ہیں جہاں مرد اور عورتیں مکمل طور پر برہنہ ہوتے ہیں۔ سمندروں کے کنارے ایسی تفریح گاہیں اور باغات ہیں جہاں کیفے ٹیریا کے اسٹاف سے لے کر سیر کے لیے آنے والے لوگوں تک تمام کے تمام برہنہ یا انتہائی مختصر لباس میں ہوتے ہیں۔ سمندروں اور دریاؤں کے کنارے برہنہ دھوپ میں لیٹے رہنا Sun Bath عام تفریحی مشغلہ ہے۔

☆ فرانس بھی بے حیائی کے اس دوڑ میں کسی سے پیچھے نہیں۔ پیرس یونیورسٹی کا معلم قانون موسیو برتھیلمی (M. Berthelemy) لکھتا ہے کہ رفتہ رفتہ داشتہ کو وہی قانونی حیثیت حاصل ہوتی جارہی ہے جو پہلے بیوی کی تھی۔ پارلیمنٹ میں اس کا تذکرہ آنے لگا ہے کہ حکومت اس کے مفاد کی حفاظت کرنے لگی ہے۔ ایک سپاہی کی داشتہ کو وہی نفقہ دیا جاتا ہے جو اس کی بیوی کے لیے مقرر ہے۔ سپاہی اگر مرجائے تو اس کی داشتہ کو وہی پنشن ملتی ہے جو منکوحہ بیوی کو ملتی ہے"

فرانسیسی فوج میں سپاہیوں کو جو تعلیم دی جاتی ہے اس میں منجملہ دوسرے ضروری مسائل کے یہ بھی سکھایا جاتا ہے کہ امراض خبیثہ سے محفوظ رہنے اور حمل روکنے کی کیا تدابیر ہیں۔ گویا یہ بات تو مسلم ہی ہے کہ ہر سپاہی زنا ضرور کرے گا۔

۳۰ مئی ۱۹۱۹ء کو فرانس کی ۱۲۷ ویں ڈویژن کے کمانڈر نے سپاہیوں کے نام ایک اعلان شائع کیا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں :

"معلوم ہوا ہے کہ فوجی قحبہ خانوں پر بندو قچیوں کے ہجوم کی وجہ سے عام سوار اور پیادہ فوج کے سپاہیوں کو شکایت ہے وہ گلہ کرتے ہیں کہ بندو قچیوں نے ان جگہوں پر اپنا اجارہ قائم کر لیا ہے اور وہ دوسروں کو مواقع ہی نہیں دیتے۔ ہائی کمانڈ کوشش کر رہا ہے کہ عورتوں کی تعداد میں کافی اضافہ کردیا جائے مگر جب تک یہ انتظام نہیں ہوتا' بندو قچیوں کو ہدایت ہے کہ زیادہ دیر تک اندر نہ رہا کریں اور اپنی خواہشات کی تسکین میں ذرا عجلت سے کام لیا کریں۔[۳۷]

فرانس اور دیگر ملکوں میں قحبہ گر عورتوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ کال گرل کا عام تصور ہے فون کیجئے اور گناہ کی لذت کی تکمیل کے لیے ہر ریٹ کی ہر طرح کی عورت آپ کے بتائے ہوئے پتہ پر حاضر ہوجائے گی۔

ان ممالک میں قحبہ گری کا پیشہ اب محض ایک انفرادی کام نہیں رہا ہے بلکہ اس کی ایجنسی سے جو عظیم مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کی وجہ سے اب یہ ایک تجارت اور انڈسٹری بن گیا ہے۔

جوان اور کم سن لڑکیوں کی تجارتی مال کی طرح درآمد و برآمد ہوتی ہے اور دس سال سے کم عمر لڑکیوں کی مانگ زیادہ ہے جن کی باقاعدہ منڈیاں موجود ہیں اور مختلف ایجنٹوں کے ذریعے سارا کاروباری سلسلہ چلتا ہے۔

☆ سوویت یونین جو آج سے پہلے ایک سپرپاور کی حیثیت سے دنیا میں موجود تھا اور اپنے مخصوص اشتراکی افکار کی روشنی میں انسانی فلاح کا دعویدار تھا اس نے اپنے اشتراکی قوانین ازدواج ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۷ء میں یہ باتیں واضح طور پر طے کردیں۔

۱۔ یہ کہ تمام بچے ریاست کی ملک ہوں گے۔

۲۔ یہ کہ مذہب کے تحت باندھے ہوئے نکاح ناجائز قرار دیئے جاتے ہیں۔

۳۔ سترہ اور بیس سال کے درمیان کی تمام عورتیں ریاست کی ملک قرار دے دی گئیں اور ان پر ان کے شوہروں کے حقوق ساقط کردیئے گئے۔

۴۔ جائز اور ناجائز تمام بچوں کو ان کی حیثیتوں کے لحاظ سے برابر کردیا گیا۔

ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی سالوں میں ملک کا یہ حال ہوگیا کہ لاوارث اور آوارہ بچے باؤلے کتوں کی طرح گلی کوچوں میں پھرنے اور چوری مار پیٹ اور قتل کی وارداتیں کرنے

لگے۔ لینن کی بیوی کے مطابق ایسے بچوں کی تعداد ۷۰ لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ نتیجتا" بچوں کے جرائم کا مسئلہ اتنا اہم ہوگیا تھا کہ ۷ اپریل ۱۹۳۵ء کو مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور سرکاری محکموں کے اعلیٰ افسروں کی کونسل نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ "۱۲ سال سے زائد عمر کے بچوں کو پوری یعنی بالغ آدمیوں کے برابر سزا دی جایا کرے۔ (۳۸)

یہ وہ قدیم و جدید اقوام کے حالات تھے جس کا انتہائی اختصار کے ساتھ صرف تذکرہ کیا گیا ہے وگرنہ جدید مغربی ممالک میں نام نہاد آزادی اور مساوات کے خوشنما نعروں کی آڑ میں جو فواحش کا شیطانی کاروبار جاری ہے اس کی تفصیلات جان کر انسان ورطہ حیرت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ کہ تہذیب کے نام پر یہ بدتہذیبی اگر آوارگی نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اگر خداوند قہار و جبار کی ذات نے قوم لوط' قوم شعیب' اور عاد و ثمود پر ان کے چند برے کرتوتوں کی وجہ سے عذاب نازل کیا تو آج کی انسانیت کو ہر لحاظ سے اللہ کے عذاب کی اپنے آپ کو مستحق بنا چکی ہے۔ کوئی نہ سمجھے اور نہ تسلیم کرے تو الگ بات ہے وگرنہ یورپ میں کینسر اور ایڈز جیسے طرح طرح کے مہلک امراض کا ظہور اور ان کا خوف عذاب الٰہی کی ایک شکل ہی تو ہے جو مسلم معاشروں کے مقابلے میں وہاں کئی گنا زیادہ انسانی جانوں کے لیے خطرات کا باعث بنا ہوا ہے اور ان ممالک کا ہر شہری ان بیماریوں میں مبتلا ہوجانے کے خوف سے سہا ہوا ہے۔

ان ممالک میں پاکدامنی مفقود ہے انسانی محترم رشتے پامال ہیں۔ بیس سال سے زائد عمر کی عورتوں کو بیوی بنانا تو درکنار کوئی گرل فرینڈ بنانے کا روادار بھی نہیں کہ اسکول کی سطح کی نوخیز عمر لڑکیاں بہ سہولت میسر ہیں۔ خاندانی نظام کی تباہی' حرامی بچوں کی بھرمار' جرائم میں ہوشربا اضافہ اور جنسی بے راہ روی نے ایک وبا اور انارکی کی شکل اختیار کرلی ہے۔ یہ سب امراض کیا کسی قوم کے لیے عذاب الٰہی سے کم ہیں؟

اب ذرا اس برآمدی تہذیبی اقدار سے مرعوب پسماندہ ممالک اور بالخصوص پاکستان کے حالات کا جائزہ لیں تو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہاں بھی ہمارے ذرائع ابلاغ' ٹی وی' فلم' تھیٹر صحافتی ادارے' رسائل و جرائد اور ادبی لٹریچر پر ہندوانہ اور مغربی تہذیب کی چھاپ بڑی گہری ہوتی چلی جارہی ہے۔ یہاں بھی آرٹ اور کلچر نوازی کے نام پر وہی طرز عمل جو مذکورہ کافر اقوام نے اختیار کیا ہے اپنایا جارہا ہے۔ اخبارات اور ٹیلی ویژن پر فلمی اداکاراؤں کے بارے چھپنے اور پیش کیے جانے والے پروگرامات سے یوں لگتا ہے جیسے اس معاشرے کے اصل ہیرو اور معلم و مربی یہی لوگ ہوں' اس آزاد پالیسی کے اثرات آہستہ آہستہ ہماری سوسائٹی پر یہ ہو رہے ہیں کہ اب ہمارے لڑکیوں کے اسکول و کالجوں میں ٹیبلو' میوزیکل ڈرل' لوک گیت اور قومی نغموں

کے نام پر رقص و سرود کی محفلیں سجائی جارہی ہیں اور بچیوں کے ذہنوں میں زہر گھولا جارہا ہے اور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ وزارت تعلیم اور حکومتی ذمہ داران ان محفلوں میں رونق افروز ہوتے ہیں۔

آہستہ آہستہ اب اسلامی تہذیب اور غیر اسلامی تہذیب کے حامیوں کے درمیان محاذ آرائی بڑھتی چلی جارہی رہے اور ہر سال مخلوط صورت میں رقص و سرود کے اہتمام کے ساتھ ہیپی نیو ایئر منانے والوں اور اسلام پسندوں کے درمیان کشیدگی کی فضا پیدا ہوجاتی ہے اور حکومتی ہمدردیاں ہیپی نیو ایئر منانے والوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔

بسنت ہندووانہ تہوار ہونے کے باوجود ہندو تہذیب کے متاثرین (مسلمانوں) کے لیے ان سے کہیں زیادہ آسودگی اور خوشی حاصل کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ سرکاری سرپرستی میں بسنت میلوں کا اہتمام اور اس میں طوائفوں' فلمی ستاروں اور معززین شہر کی شرکت یہ سب فواحش کی مختلف صورتیں ہیں۔

عورتوں کے فیشن شو اور ڈریس شو بڑے بڑے ہوٹلوں میں منعقد ہوتے ہیں جن میں بے حیائی کے ہر انداز میں عورتوں کی نمائش ہوتی ہے۔ ہر بڑے شہر میں قحبہ گر عورتوں کے مراکز' ہیرا منڈیوں کے نام سے موجود ہیں یہ بازار گناہ باقاعدہ حکومتی لائسنس پر چل رہے ہیں۔ شہر سے گزرتے ہوئے بجلی کے کھمبوں' سڑکوں اور چوراہوں پر عریاں اور نیم عریاں فلمی اشتہارات کی کثرت نئی نسلوں کے ذہنوں میں زہر گھولتے لائسنس یافتہ سینکڑوں سینما ہال اور تھیٹر' یہ سب ہمارے مسلمان ملکوں میں نہ صرف رواج پاچکے ہیں بلکہ دن رات ترقی کی منزلیں طے کرتے چلے جارہے ہیں اور فلم کا شعبہ ایک عرصہ دراز سے انڈسٹری کی شکل اختیار کرگیا ہے۔

رہی سہی کسر بہبود آبادی کی وزارت نے خاندانی منصوبہ کے عمل کو تحریک کی شکل دے کر نکال دی ہے اس کی تشہیر ریڈیو' ٹیلی ویژن اور اخبارات میں بڑے شرمناک انداز میں کی جارہی ہے اور زنا کو عام کرنے کے لیے مانع حمل ادویات اور سہولیات گاؤں گاؤں قریہ قریہ پہنچانے کے عالمی پروگرام کا ہمارا ملک بھی حصہ بن گیا ہے۔

گلی اور محلّہ کی سطح پر کثرت کے ساتھ بیوٹی پارلرز کا کھل جانا' لاٹری اور پرائز بانڈ کا کاروبار یہ سب فواحش کی اقسام ہی تو ہیں جو دیمک کی طرح اندر ہی اندر قومی اخلاق کو چاٹ رہے ہیں۔ ہر زمانے میں اقوام کا گناہ کے بارے میں نقطہ نظر ایک سا رہا ہے۔ شیطان نے ہمیشہ تفریح' آرٹ کلچر اور تہذیب و تمدن اور ترقی پسندی کے نام پر گمراہ کیا ہے اور یہ گمراہی آخر کار اس قوم کی بربادی کا باعث بنی ہے۔

ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اب تک آنے والی کسی حکومت نے قانون سازی کے ذریعے معروف و منکر کے نظام اور اسلامی اخلاق کو رائج کرنے کی ذمہ داری کا فرض ادا نہیں کیا بلکہ عریانی و فحاشی کے علمبرداروں کو قانونی تحفظات' مراعات اور سرکاری سرپرستی حاصل رہی ہے۔

سرکار نے وی سی آر اور ڈش انٹینا کے استعمال کے لائسنس جاری کر کے ان کے استعمال کا قانونی جواز فراہم کردیا ہے اور اب صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ گھروں' ہوٹلوں' گاڑیوں' شیر فروشوں کی دکانوں حماموں' حتیٰ کہ پرائیویٹ میڈکل کلینکوں تک میں ڈش رسیور لگا کر غیرملکی تہذیب کے لچر اور اخلاق باختہ پروگراموں کو عام کیا جارہا ہے۔ محلوں میں جگہ جگہ منی سینما گھروں میں بلیو فلمیں چلا کر پیسہ کمانے والے نوخیز اور نو عمر لڑکوں کے اخلاق تباہ کرنے میں مصروف ہیں اور اگر انڈیا سے بالغوں کے لیے قائم کیا جائے والا چینل بھی کام کرنے لگ گیا اور ہماری پاکستانی حکومت نے ڈش کی بندش جیسا کہ ایران اپنے ملک میں کر چکا ہے' نہ کی تو پھر ملک اور قوم کو تباہی سے بچانا ناممکن ہوجائے گا۔ اس وقت ایک محتاط اندازے کے مطابق صرف ہیروئن کا نشہ کرنے والوں کی تعداد ۳۵ لاکھ سے زائد ہے اور نوجوان نسل میں منشیات کے استعمال کا رجحان بھی دن بدن بڑھ رہا ہے۔

نوجوان نسل بے مقصدیت کے راستے پر گامزن ہے۔ جرائم کی شرح میں انتہا درجہ کا اضافہ ہو رہا ہے روزانہ کے اخبارات چوری' ڈاکہ' زنا' گینگ ریپ' معصوم بچوں کے اغوا' زیادتی اور قتل جیسے جرائم کے ذکر سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور حد یہ ہے کہ رمضان کے رحمت والے مہینہ میں بھی اعتکاف بیٹھی لڑکی کو اغوا کرنے اور دو دن تک گینگ ریپ کرنے کی خبریں منظر عام پر آرہی ہیں۔

پولیس رپورٹ کے مطابق سال گزشتہ ۱۹۹۷ء میں پاکستان میں خواتین کے ساتھ زیادتی کی وارداتوں میں ۴۰٪ اضافہ ہوا اور گینگ ریپ کی شرح میں ۱۹۹۴ء کے مقابلہ میں ڈھائی گنا اضافہ ہوا۔ یہ سب ان کافر تہذیبوں کی تربیت اور فواحش کی کثرت کا اثر ہی تو ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار [۳۹]

ایسے حالات میں حکمرانوں کو اپنا اسلامی کردار ادا کرنا ہوگا۔ اساتذہ' علماء دانشور اور اہل صحافت کو کمربستہ ہو کر قوم کو اس سراب سے نکالنا ہوگا جس میں وہ مبتلا ہے اور ترقی پسندی کے نام پر مغربی اور ہندو تہذیب کی نذر ہو رہی ہے۔ اگر آج اس فحاشی اور بے مقصدیت کے سیلاب کے آگے بند نہ باندھا گیا تو اس قومی بلکہ بین الاقوامی خودکشی کے ذریعہ تمام انسانیت موت کے منہ میں چلی جائے گی۔ اور عذاب خداوندی میں گرفتار ہوگی اور "کنتم خیر امة اخرجت

للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر"[۴۰] کے مخاطبین اس کے ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے۔

***

حوالہ جات

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، جلد ۱۵ مقالہ الفواحش ص ۱۰۳۱۔

۲۔ سورۃ الانعام : ۱۵۱

۳۔ سورۃ الاعراف : ۳۳

۴۔ سورۃ الشوریٰ : ۳۷

۵۔ سورۃ النجم : ۳۲

۶۔ سورۃ النور : ۱۹

۷۔ سورۃ بنی اسرائیل : ۳۲

۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۵ مقالہ الفواحش، ص، ۱۰۳۳

۹۔ عبدالماجد دریا آبادی، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی لمیٹڈ

۱۰۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن جلد دوم سورۃ النحل حاشیہ ۸۹

۱۱۔ بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب الحیاء

۱۲۔ ایضاً" باب اذا لم تستحی فاصنع ما شئت

۱۳۔ ندوی، سلیمان سید، سیرۃ النبی، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، جلد ۶ ص ۴۴۴

۱۴۔ علوی، خالد، پروفیسر ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، المکتبۃ العلمیہ لاہور، ص ۱۳۶

۱۵۔ سورۃ الحج : ۴۵

۱۶۔ تفہیم القرآن، جلد ۲، سورۃ الاعراف، حاشیہ ۴۸

۱۷۔ سورۃ القمر : ۱۱، ۱۲

۱۸۔ سورۃ الاعراف : ۸۰ تا ۸۲

۱۹۔ سورۃ العنکبوت : ۲۹

۲۰۔ سورۃ الشعراء : ۱۶۹، ۱۷۰

۲۱۔ سورۃ ھود : ۸۲، ۸۳

۲۲۔ سورۃ الفجر: ٦ تا ١٤

۲۲ (الف)۔ الاعراف : ١٤٦

۲۳۔ سورۃ الاعراف : ١٦٧ تا ١٦٨

۲۴۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، پردہ، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ ۱۹۸۷ء ص ۱۹ تا ۲۱

۲۵۔ ان حالات کے تجزیہ سے یوں لگتا ہے جیسے یہ قدیم روم کے نہیں بلکہ موجودہ یورپ کے حالات ہیں کیونکہ آج یورپ میں پھر وہی بے نکاحی زندگی، قحبہ گری، زنا کی وبا، فلم و تھیٹر کی عریانی و فحاشی، سوئمنگ پول اور سمندروں کے کنارے مرد و زن کا اکٹھے نہانا، جمناسٹک جیسے عریاں کھیلوں کا مظاہرہ پہلے سے کہیں زیادہ عروج پر ہیں۔ زمانہ گواہ ہے کہ اس طرح کے حالات و آثار کسی بھی قوم کی تباہی و زوال کا پیش خیمہ ہوا کرتے ہیں۔

۲٦۔ پردہ، ص ۲۲ تا ۲۴

۲۷۔ مہابھارت، افق دوار کا پرشاد حصہ یازدہم۔

۲۸۔ ہندو لڑکی کا رشتہ دیکھتے دکھاتے وقت رقص و گانے میں ماہر ہونا اس لڑکی کی ایک اضافی خوبی سمجھا جاتا ہے۔

۲۹۔ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۹۸۔۲۔۱۷

۳۰۔ آزاد، ابوالکلام، مولانا، مسلمان عورت، داتا پبلشرز لاہور ۱۹۷۸ء ص ۹۹ ۔ ۱۰۰

۳۱۔ مودودی، پردہ، ۲۹ تا ۳۲

۳۲۔ ٹائمس آف انڈیا ۱۱ جولائی ۱۹۸٦ء

۳۳۔ ٹائمس آف انڈیا ۱۷ مئی ۱۹۸٦ء

۳۴۔ وحید الدین خان، مولانا، خاتون اسلام، دارالتذکیر، لاہور ص ۵۷

۳۵۔ ایضاً

۳٦۔ ہفت روزہ ایشیاء لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۹۴ء

۳۷۔ پردہ ص ۷۸، ۷۹

۳۸۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا، اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام، فاران فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۴ء

۳۹۔ سورۃ الحشر: ۲

۴۰۔ آل عمران: ۱۱۰